امام دارقطنی

از
(جناب مولانا ابوسلمہ شفیع احمد بہاری استاذ مدرسہ عالیہ کلکتہ)

(۲)

کتاب العلل للدارقطنی | علم حدیث کے انواع میں سب سے اجل واشرف اور سخت ومشکل حدیث معلول کا علم ہے یہ وہ وادی خارزار ہے جس میں ہر شخص قدم نہیں رکھ سکتا، ہاں جن کو قدرت کی فیاضی نے بصیرتِ تامہ، فہمِ ثاقب، حفظِ واسع اور معرفتِ کاملہ سے نوازا ہے وہی اس پر کلام کر سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس پر کلام کرنے والوں کی تعداد بہت مختصر ہے جیسے ابن المدینی امام احمد، امام بخاری، یعقوب بن ابی شیبہ، ابوحاتم، ابوزرعہ، دارقطنی وغیرہم، طولِ مجالست کثرتِ مطالعہ، غیر معمولی یادداشت اور مسلسل مذاکرات سے قدرتی طور پر ایک ملکہ اور نور پیدا ہو جاتا ہے جس سے سمجھ جاتے ہیں کہ اس حدیث میں علت ہے اور یہ معلول ہے لیکن وجہ پوچھئے تو کہہ نہیں سکتے جیسے جوہری کھوٹے سکے کو پرکھ لیتا ہے مگر وجہ نہیں بیان کر سکتا ابو علی ابن مہدی کہتے ہیں یہ الہامی علم ہے ابوزرعہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ حدیث کو معلول کس دلیل سے کہہ دیتے ہیں انھوں نے کہا میں دلیل کیا بتاؤں؟ تم ایک حدیث معلول کے متعلق مجھ سے سوال کرو اور میں اس کی علت بیان کروں پھر ابن وارہ کے پاس جاؤ اور ان سے اسی حدیث کی معلولیت کا جواب معلوم کرو اس کے بعد ابوحاتم کے پاس جاؤ اور ان سے بھی دریافت کرو اگر تینوں جواب مختلف نہ ہوں تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ علم نظری نہیں بلکہ فیوضِ الہامی کا مظہر ہے سائل نے ایسا ہی کیا اور سب کا جواب ایک ہی پایا اس کے بعد انھوں نے اعتراف کیا کہ بے شک یہ علم الہامی ہے۔[1]

---

[1] مقدمہ ابن صلاح

متقدمین میں علی بن المدینی (م ۲۳۴) کی علل حدیث پر کتاب ہے جو اب ناپید ہے یہ ایک بہت مبسوط اور مفصل کتاب ہے حافظ ابن حجر اصابہ میں لکھتے ہیں "وقد بین علی ابن المدینی امرھا بیانا شافیا فی کتابہ العلل" محمد بن عبد اللہ بن عمار الموصلی م ۲۴۲ھ کی بھی رجال وعلل پر ایک کتاب ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ بھی بڑی کتاب ہے یزید بن محمد الازدی کا بیان ہے کہ موصلی کو علل حدیث اور حدیث کا فہم تھا۔

امام مسلم بن الحجاج صاحب الصحیح م ۲۶۱ نے بھی علل پر کتاب لکھی ہے جس کے متعلق حافظ ذہبی کا خیال ہے کہ "نقل ما یوجد لہ غلط فی العلل"[1]

امام ترمذی م ۲۷۹ کی علل پر دو کتابیں ہیں ایک جامع ترمذی کے ساتھ آخر میں لگی ہوئی ہے اسے علل صغریٰ کہتے ہیں دوسری کتاب کا نام علل کبریٰ ہے[2]

متاخرین میں ابن رجب حنبلی م ۷۹۵ نے اس کی شرح لکھی ہے جس کے متعلق علامہ کوثری کا بیان ہے کہ "عزیز العلم، جلیل الفوائد، جم النقول الشاردۃ، لا یستغنی عنہ من یعنی بالعلل ومصطلح الحدیث"[3]

عبد اللہ بن محمد البلخی م ۲۹۴ کی بھی علل ہے مگر اس کا حال کچھ مجھے معلوم نہ ہو سکا۔

ساجی م ۳۰۷ نے علل پر کتاب لکھی ہے جس کے متعلق حافظ ذہبی کا بیان ہے "کتاب جلیل فی علل الحدیث یدل علی تبحرہ فی ہذا الفن"

خلال بغدادی م ۳۱۱ کی کتاب علل پر ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ تنہا خلال تصلات (؟) خلال امام احمد کے علم کے جامع اور مرتب و مولف ہیں اس لئے یقیناً یہ قابل قدر کتاب ہوگی۔

ابن ابی حاتم م ۳۲۷ کی کتاب نہایت اعلیٰ مگر مختصر ہے تقریباً چھتیس سال ہوئے کہ فاضل شیخ محمد نصیف رئیس جدہ کی ہمت سے مصر میں شائع ہو چکی ہے مگر غلط ہونے کے علاوہ اس کی فہرست بھی نہیں دی گئی ہے جس سے پورا فائدہ حاصل کرنا مشکل ہے[4]

---

[1] تذکرہ ج ۲ ص ۱۲۷ [2] العرف الشذی [3] لحظ الالحاظ [4] معارف ج ۲۶ نمبر ۲

الحجاج النیساپوری م ۶۵ ۲ھ نے بھی علل پر کتاب لکھی ہے جو اسّی جزء سے زیادہ پر مشتمل ہے

لیکن علل پر دارقطنی کی کتاب جو بمنزلہ آفتاب ہے اس کے مقابلہ میں یہ تمام کتابیں ستاروں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں دارقطنی کی علل اس فن کی بہترین تصنیف ہے علامہ تمقینی کا خیال ہے کہ علل میں سب سے اجل کتاب ابن مدینی ابن ابی حاتم اور خلال کی ہے مگر ان سب کی جامع علل دارقطنی ہے اس لئے محدثین نے طالب حدیث کے آداب میں شمار کیا ہے کہ علل حدیث میں امام احمد اور دارقطنی کی علل پر حاوی ہونا چاہئے تاکہ ضبط و اتقان پیدا ہو علامہ حمیدی الاندلسی م ۸۸ ۴ھ صاحب الجمع بین الصحیحین فرماتے ہیں کہ فن حدیث کے شناور کو تین فنوں میں بالخصوص مہارت حاصل کرنا ضروری ہے علل وفیات شیوخ رجال وضبط مختلف و مؤتلف علل میں بہترین تالیف دارقطنی نے کی اور رجال و ضبط مختلف و مؤتلف میں امیر ابن ماکولا قتیل ۴۷۰ھ کی کتاب اعلیٰ و اکمل ہے اور وفیات مشائخ میں، میں خود (حمیدی) ایک کتاب لکھنی چاہتا ہوں جس کے متعلق امیر ابن ماکولا نے مجھے مشورہ دیا ہے کہ سن وار اور حروف معجم کے اعتبار سے ترتیب دوں۔

لیکن افسوس کہ حمیدی بقول بعض اہل علم جمع بین الصحیحین میں ایسے مشغول ہوتے کہ مرتے مر گئے حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ میں نے امیر کے مشورہ کو قبول کر لیا ہے اور اسی ترتیب سے تاریخ الاسلام ترتیب دی ہے اور اب یہ کتاب حیدرآباد میں چھپ چکی ہے۔

بہر حال دارقطنی علل حدیث میں نہایت بلند پایہ رکھتے ہیں ان کے ہم سر کوئی نظر نہیں آتا خود بھی کبھی حدیث کی علت بیان کرنے کے بعد تحدیث نعمت کے جذبہ سے مسرور ہو کر فرماتے اگر اس وقت امام احمد بن حنبل ہوتے تو اس حدیث کی علت کے بارے میں استفادہ کرتے ابو الفضل بن طاہر کا بیان ہے کہ میں نے سعد بن علی الزنجانی سے پوچھا کہ چار حفاظ حدیث

۱؎ تدریب ۲؎ سنہ میں اختلاف ہے میں نے ایک اختیار کر لیا ہے اختلاف کی گنجائش ہے ابو سلمہ

معاصرین ان میں سب سے زیادہ احفظ کون ہیں؟ سعد نے پوچھا وہ کون چار ہیں؟ میں نے کہا بغداد میں دار قطنی، مصر میں عبد الغنی، اصبہان میں ابن مندہ، نیشاپور میں حاکم اس پر خاموش ہو گئے میں نے اصرار کیا تو کہا اما اللہ الدارقطنی فاعلمہم بالعلل۔

دار قطنی علل میں استغراق جمع کرتے ہیں کہ ان کے حافظ اور وسعت علم پر حیرت ہوتی ہے حافظ ذہبی کا بیان ہے واذا شئت ان تبین براعۃ ھذا الامام فطالع العلل لہ فانک تندھش ویطول تعجبک[1] اور سچ تو یہ ہے کہ اس میدان کے شہسوار علی بن المدینی کے بقول جب تک سارے طرق جمع نہ کئے جائیں خطا غلطی واضح نہیں ہو سکتی ہے۔

اس وقت جو نسخہ علل دار قطنی کا ہے وہ برقانی کا نسخہ ہے دار قطنی اپنے حفظ سے املا کراتے تھے اور یہ جمع کرتے جاتے تھے خطیب بغدادی نے برقانی سے پوچھا ھل کان ابو الحسن یملی علیک العلل من حفظ قال نعم وانا الذی جمعتہا وقرئہا الناس من نسختی

علل دار قطنی کا نسخہ ہندوستان میں موجود ہے گو کچھ ناقص ہے، بانکی پور لائبریری میں اس کی تین جلدیں ہیں، ثانی، ثالث، خامس، ثانی کا نسخہ قدیم ہے سنہ کتابت تقریباً ۸۰۰ ہے خط نسخ ہے ۲۴۰ اوراق ہیں ہر صفحہ میں ۲۵ سطریں، جزء ثالث کا سنہ کتابت تقریباً ۱۰۰۰ھ ہے خط نسخ ہے اس میں ۲۶۰ اوراق ہیں ہر صفحہ میں ۲۲ سطریں ہیں۔ جزء خامس کا سنہ کتابت تقریباً وہی ہے جو ثالث کا ہے اس میں ۲۶۹ اوراق ہیں ہر صفحہ میں ۲۳ سطریں ہیں۔ انگریزی فہرست مطبوعہ ۱۹۲۵ء مرتبہ مولوی عبد الحمید صاحب مرحوم میں ہے کہ اس کا نسخہ کسی فہرست میں نہیں ہے مگر مجھے اس کے تسلیم کرنے میں تامل ہے، علاوہ ازیں علل کا نسخہ سندھ اور حیدرآباد میں بھی موجود ہے اور ہندوستان سے باہر بھی۔

ناظرین اجازت دیں کہ نمونہ پیش کروں۔

وسئل عن حدیث عروۃ عن عائشۃ استفتت ام حبیبۃ بنت جحش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الاستحاضۃ فقال یرویہ اللیث بن سعد وسلیمان

---

[1] تذکرہ تذکرہ

بن كثير ومحمد بن اسحق عن الزهري عن عروة عن عائشه وخالفهم ابراهيم
بن سعد وسفيان بن عيينة ومعمر بن راشد فرووه عن الزهري عن عمرة
عن عائشه واختلف عن يونس بن يزيد فرواه شبيب بن سعد عن يونس
عن الزهري عن عروة عن عائشه وعن الزهري عن عمرة عن عائشه عن
ام حبيبة، وقال الليث بن سعد عن الزهري عن عمرة عن ام حبيبة ولم
يذكر عائشه واختلف عن ابن ابي ذئب فرواه ابو داود الطيالسي عن ابن
ابي ذئب عن الزهري عن عائشة وقال ان زينب بنت جحش استحيضت
ووهم في قوله زينب، وخالفه معن بن عيسى ويزيد بن هارون وخالد بن
الوليد فرووه عن ابن ابي ذئب عن الزهري عن عروة وعن عمرة عن عائشة
وقالوا فيه ان ام حبيبه بنت جحش وكذلك رواه النعمان ابن المنذر وابو معيد
حفص بن غيلان عن الزهري عن عروة وعمرة عن عائشه واختلف عن الاوزاعي
فرواه محمد بن كثير ومحمد بن يوسف الفريابي عن الاوزاعي عن الزهري
عن عروة عن عائشة وخالفهم الوليد بن مسلم ويحيى بن عبد الله البابلتي
وخالد بن نزار وهقل بن زياد واختلف عنه والهيثم بن حميد فرووه عن
الاوزاعي عن الزهري عن عروة وعمرة عن عائشة وقيل عن الاوزاعي
عن الزهري عن عائشة ورواه معاوية بن يحيى الصدفي
عن الزهري عن عمرة عن ام حبيبة ولم يذكر عائشه بمتابعة الليث عن
يونس ورواه ابراهيم بن نافع وجعفر بن برقان عن الزهري مرسلا عن النبي
صلى الله عليه وسلم ورواه محمد بن عمرو بن علقمة هذا الحديث عن الزهري
عن عروة عن فاطمة بنت ابي حبيش واتى فيه بلفظ اغرب به وهو قوله ان
دم الحيض دم اسود يعرف ورواه سهيل بن ابي صالح عن الزهري عن عروة
عن اسماء بنت عميس انها استحيضت وروى هذا الحديث عن اد عن مالك

عن عروۃ عن عائشہ وکذلک رواہ معمر عن قتادۃ عن عروۃ عن عائشہ ورواہ ابوبکر بن عمر بن ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عن عائشہ وقال ابراھیم الحربی فی ھذا الحدیث ان الصحیح منہ قول من قال ام حبیب بلا ھاء وان اسمھا حبیبۃ بنت جحش وھی اخت حبیبۃ بنت جحش وان من قال فیہ ام حبیبۃ بنت جحش او زینب فقد وھم، والحدیث صحیح من حدیث الزھری عن عروۃ وعمرۃ جمیعا عن عائشۃ ان ام حبیبۃ قال الشیخ وقول ابراھیم الحدیث صحیح وکان من اعلم الناس بھذا الشان"۔

کتابیات اور انتخاب: کلام اللہ کے بعد صحیح بخاری کے ساتھ علمائے امت نے جس قدر اعتنا بحث وتمحیص اور تشریح وتوضیح سے کام لیا اتنی کسی دوسری کتاب کی خدمت نہیں کی گئی اس کے ہر ہر پہلو پر ارباب علم وبصیرت نے روشنی ڈالی ہے بالغوی نے لغت سے بحث کی ہے تو نحوی نے اعراب پر خامہ فرسائی کی ہے کسی نے ترجمہ اور استنباط مسائل کو عنوان بحث بنایا تو کسی نے اسماء الرجال کو موضوع بحث قرار دیا۔ علامہ چلپی صاحب کشف الظنون نے تقریباً ۸۲ شرحوں کا نام شمار کرایا ہے۔

غرضکہ بخاری شریف کے ہر ہر حرف ونقطہ پر بحث کی گئی ہے اور اس کا کوئی گوشہ تشنہ نہیں چھوڑا گیا ہے ان میں سے بعض علماء ربانیین ایسے بھی گذرے جنہوں نے بخاری کے اوہام وعلل کو موضوع منتخب کر کے اس میں زبردست حصہ لیا چنانچہ ابو مسعود الدمشقی م ۴۰۱ نے صحیحین پر استدراک کیا اسی طرح ابو علی الغسانی الجیانی اپنی تصنیف تقیید المہمل فی جزء العلل میں استدراک کیا ہے جو اکثر وبیشتر زیادہ پر ہے علامہ العینی م ۸۵۵ نے الافہام بما وقع فی البخاری من الابہام میں مبہم راوی سے بحث کی ہے ابو الفضل محمد بن ابی الحسن الحافظ الامام م ۳۱۷ نے صرف مسلم شریف کی تمیز سے کچھ زائد حدیثوں پر تتبع کیا ہے اور اس کے علل کو بیان کیا ہے، اس کا ایک جز حافظ ذہبی نے ملاحظہ کیا ہے۔ اسی موضوع پر حافظ بغداد دارقطنی نے بھی دو رسالے لکھے ہیں ایک کتاب الالزامات دوسرا کتاب التتبع کتاب الالزامات میں

ان صحیح حدیثوں کو جمع کیا ہے جو بخاری و مسلم کے شرطوں پر ہیں لیکن صحیحین میں نہیں ہیں۔ تتبع میں نقد ہے کل ایک سو دس حدیثیں صحیحین کی ہیں جن پر دارقطنی نے کلام کیا ہے ۳۲ حدیثیں تو متفق علیہ ہیں اور ۷۸ حدیثیں ایسی ہیں جن میں بخاری منفرد ہیں، دارقطنی کے نقد کی نوعیت کیا ہے اور علماء نے اسے کس نظر سے دیکھا؟ سنئے

ثم ان الدارقطني تتبع على البخاري[1]
في ازيد من مأته موضع ولم
يستطيع ان يتكلم الا في الارسال
بالوصل والارسال غير موضع
ولحد وهو اذا جاء احدكم
والامام يخطب فليصل ركعتين
وليتجوز فيهما فانه تكلم فيه
فيما يتعلق بمال المتن ووجهه
ان الدارقطني يمشي على القواعد
المهدة عندهم فيناقش على من
القواعد وشان البخاري ارفع
من ذلك فانه يمشي على اجتهاده
وينظر الى خصوص المقام وشهادة
الوجدان وانما القواعد لتيسير
المارس على سبل التجريد للعوام
فيما لم يرد به التجريد من الشارع

دارقطنی نے گرچہ امام بخاری کا سو جگہ سے زیادہ
موقع پر تعاقب کیا ہے مگر ان سب کا تعلق اسناد
کے وصل و ارسال سے ہے الا یہ کہ ایک حدیث
کے متن پر بھی کلام کیا ہے اور وہ حدیث یہ ہے
اذا جاء احدکم والامام یخطب فلیصل
رکعتین ولیتجوز فیہما۔ اس کی وجہ یہ ہے
کہ دارقطنی ہمیشہ محدثین کے قواعد کو پیش نظر
رکھتے ہیں اور اس کے مطابق کلام کرتے
ہیں اور بخاری کی شان اس سے بہت زیادہ
بلند و ارفع ہے وہ اپنی بصیرت و اجتہاد کو دلیل
راہ بناتے ہیں اور قواعد تو عوام کی خاطر غیر محدود کو
محدود کرنے کے لئے ہیں ور بخاری و مسلم کا مرتبہ
ان سب سے اونچا ہے اگرچہ ان دونوں میں تھوڑا
سا اختلاف ہے

---

[1] کشف الظنون

ورتبتهما اعلیٰ من الکل لبعد

اختلاف یسیر بینهما[۱]

امام بخاری پر دارقطنی وغیرہ نے بے شک اعتراضات کئے ہیں لیکن وہ اعتراضات صرف فضل و کمال کی نمائش کے لئے محض اصطلاحی اور نقلی (ٹکنیکل) ہیں واقعی نہیں ہیں اس لئے وہ اعتراضات علماء کے نزدیک ناقابلِ قبول ٹھہرے اور ابن حجر نے مقدمہ میں ان میں سے ایک ایک اعتراض کو رد کر دیا ہے (مضامین سید سلیمان ندوی حصہ اول)

پھر بھی اس نقد کا اثر بخاری پر ہوا کیونکہ وہ حدیثیں مقطوع الصحۃ نہ رہیں، صحیحین کی مسند حدیثوں سے علم یقینی نظری حاصل ہوتا ہے یا نہیں؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے لیکن اکثر علماء کا یہ مسلک ہے کہ یہ مقطوع بالصحۃ ہیں اس لئے اس سے علم یقینی نظری حاصل ہوتا ہے اور یہی قول راجح ہے مگر اس میں سے ان چند احادیث کو مستثنیٰ کر دیا گیا ہے جن پر بعض اہل النقد جیسے دارقطنی وغیرہ نے کلام کیا ہے کیونکہ جب جمہور نے تلقی بالقبول نہ کی تو مقطوع بالصحۃ ہوئی۔

ابن صلاح گفتہ علم یقینی نظری واقع است بانچہ مسند کردہ اند آں را ایں ہر دو بزرگ (بخاری و مسلم) زیرا کہ ظن معصوم خطا نمی کند و سبقہ الی ذالک محمد بن طاہر المقدسی و ابو نصر عبد الرحیم بن عبد الخالق بن یوسف واختارہ ابن کثیر وحکاہ ابن تیمیہ عن اہل الحدیث والسلف والجماعۃ الکثیرۃ من الشافعیہ والحنابلۃ والاشاعرۃ والحنفیہ وغیرہم۔ نووی گفتہ محققین

ابن الصلاح نے کہا ہے کہ بخاری و مسلم میں جتنی مسند حدیثیں ہیں اس سے علم یقینی نظری حاصل ہوتا ہے اس لئے کہ معصوم (اجماع امت) سے غلطی ہو نہیں سکتی اور ان سے پہلے بھی محمد بن طاہر مقدسی اور ابو نصر عبد الرحیم اسی کے قائل تھے اور یہی ابن کثیر کا مختار ہے اور علامہ ابن تیمیہ نے اہل حدیث و سلف اور بہت سے شوافع حنابلہ اور احناف کا یہی مسلک نقل کیا ہے لیکن نووی نے کہا ہے کہ ابن الصلاح کے اس اصول سے محققین اور اکثر علماء نے اختلاف کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ غیر متواتر حدیثوں سے ظن ہی

[۱] فیض الباری ج ۱ ص ۵۵

واکثر علماء خلاف کردہ اند ابن الصلاح
را و گفتہ اند کہ افادہ می کند ظن را چیزے
کہ متواتر نشدہ است و حکایت کرد
ایں را زین الدین از محققین و گفت
نووی و استثنا کردہ است ابن الصلاح
حدیثے چند را کہ تکلم کردند بر آں بعض
اہل نقد ہمچو دار قطنی ؒ

حاصل ہوتا ہے اور اس قول کی نسبت محققین میں
سے زین الدین کی طرف کی ہے۔
لیکن نووی کا کہنا ہے کہ ابن صلاح نے ان
چند احادیث کو مستثنیٰ کر دیا ہے جس پر بعض اہل نقد
جیسے دار قطنی نے کلام کیا ہے۔

وھی ما ادعاہ ابو عمرو بن الصلاح
وغیرہ من الاجماع علی تلقی ھذا
الکتاب بالقبول والتسلیم لصحۃ
جمیع ما فیہ وان ھذہ المواضع
متنازع فی صحتہا فلم یحصل لہا
من التلقی ما حصل لمعظم الکتاب
وقد تعرض لذلک ابن الصلاح
فی قولہ الا مواضع یسیرۃ انتقدھا
الدار قطنی وغیرہ وقال فی مقدمۃ
شرح مسلم لھما اخذ علیھما
یعنی علی البخاری و مسلم و قدح
فیہ معتمد فی الحفاظ ھو مستثنیٰ
مما ذکرناہ لعدم الاجماع علی

تمام حدیثوں کے صحیح ہونے کی بنا پر ابن صلاح نے
بخاری و مسلم کے تلقی بالقبول پر اجماع کا دعویٰ کیا
ہے لیکن بعض حدیثیں ایسی ہیں جن کی صحت میں
اختلاف ہے اس لئے ابن صلاح نے ان چند
احادیث کو جس پر دار قطنی اور ان جیسے کسی معتمد
حافظ نے کلام کیا ہے مستثنیٰ کیا ہے کیونکہ اس
کے تلقی بالقبول پر اجماع نہ ہو سکا انتہی اور یہ
استثناء بہت خوب ہے۔

۱؎ مسک الختام شرح بلوغ المرام

تلقیہ بالقبول انتہی وھو احتراز حسن[1]

ومن فوائدھا القول بان ما انفرد به البخاری ومسلم مندرج فی قبیل ما یقطع بصحتہ لتلقی الامة کل واحد من کتابیھما بالقبول علی الوجہ الذی فصلناہ من حالھما فیما سبق سوی احرف یسیرة تکلم علیھا بعض اہل النقد من الحفاظ کالدارقطنی وغیرہ وھی معروفة عند اھل ھذا الشان واللہ اعلم[2]	چونکہ امت نے دونوں کتابوں بخاری ومسلم کو قبول کیا ہے اس لئے وہ احادیث جو صرف بخاری یا صرف مسلم میں ہیں وہ بھی قطعی طور پر صحیح ہوں گی سوا ان چند احادیث کے جن پر دارقطنی اور ان جیسے دوسرے حفاظ نے کلام کیا ہے۔

بہرحال صحیح بخاری پر دارقطنی کے اعتراضات اور علامہ ابن حجر کا رد مقدمہ فتح الباری میں ملاحظہ کیا جائے یہاں بخوف طوالت اس کا خلاصہ بھی پیش نہیں کر سکتا۔

کتاب الالزامات والتتبع للدارقطنی نایاب تھی بعض اہل علم کو تو اسی میں تردد ہے کہ اس کتاب کا دنیا میں وجود ہے بھی یا نہیں؟ مکتبہ علم وحکمت بہار شریف میں اس کا ایک جدید الخط نسخہ ہے اور اس پر کام ہو رہا ہے۔

کتاب الضعفاء علم حدیث کے شعبوں میں ایک نہایت اہم شعبہ ثقات وضعفاء کی معرفت ہے کیونکہ صحیح وضعیف حدیث کا امتیاز اسی علم پر منحصر ہے یوں تو جرح وتعدیل پر کلام کرنے والوں کی تعداد شمار سے باہر ہے ابن عدی م ۳۶۵ نے صحابہ سے لے کر اپنے زمانہ تک ایک جماعت

---

[1] مقدمہ فتح الباری [2] مقدمہ ابن صلاح

کا نام اپنی کتاب الکامل میں شمار کرایا ہے۔ مگر اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ فنی حیثیت سے اس پر سب سے پہلے کلام کرنے والے شعبہ بن الحجاج العتکی ہیں پھر اس کے بعد جرح و تعدیل پر کتابیں تصنیف ہونے لگیں اور راویوں کے احوال مرتب ہونے لگے دوسری صدی ہجری میں جرح و تعدیل کے امام یحیٰی بن سعید القطان م ۱۹۸ اور عبدالرحمٰن بن مہدی م ۱۹۸ تھے ان دونوں کی جلالت شان کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ جس راوی کے مجروح و ثقہ ہونے پر دونوں متفق ہوں اس کا مجروح و ثقہ ہونا مسلم اور قطعی سمجھا جاتا اور اگر بالفرض کسی راوی کے متعلق ان دونوں کی رائے میں اختلاف ہو جاتا تو پھر دوسرے ذرائع سے کسی ایک کو ترجیح دی جاتی ہے[1] اس کے بعد یحیٰی بن معین م ۲۳۳ اور احمد بن حنبل م ۲۴۱ اور علی بن المدینی م ۲۳۴ اور ان کے تلامذہ ہیں یحیٰی بن معین نے تو اتنا اعتناء کیا کہ ان کے خلاف لوگوں کی زبانیں کھل گئیں اور ان کو مطعون کرنے لگے یہاں تک کہ بکر بن حماد شاعر مغربی نے یحیٰی بن معین اور علم حدیث پر تعریض کی کہتا ہے

ارى الخير فى الدنيا يقل كثيره
دنیا میں ہر قسم کے خیر میں کمی ہو رہی ہے لیکن حدیث

وينقص نقصا والحديث يزيد
میں زیادتی ہو رہی ہے۔

فلو كان خيرا كان الخير كله
اگر حدیث امور خیر میں سے ہے تو پھر ساری حدیث کو خیر ہونا چاہئے

ولكن شيطان الحديث مريد
لیکن واقعہ یہ ہے کہ حدیث کا شیطان سرکش ہے۔

وان يك حقا فهى فى الحكم غيبة
اگر جرح و تعدیل حق ہے تو پھر غیبت کے حکم

وان يك زورا فالقصاص شديد
میں ہے اور اگر جھوٹ ہے تو آیت قصاص کافی ہے

حمیدی صاحب الجمع بین الصحیحین نے ایک طویل قصیدہ میں اس گستاخ شاعر کا جواب دیا ہے۔ فرماتے ہیں

---

[1] مفتاح السنۃ

إني الى ابطال قولك قاصد — میں تمہاری باتوں کا رد کرنا چاہتا ہوں اور میرے
ولي من شهود النصوص جنود — پاس کافی دلائل ہیں۔
اذا لم يكن خير الكلام نبينا — اگر تم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو
لديك فان الخير منك بعيد — خیر نہیں سمجھتے تو پھر خیر تم سے بہت دور ہے

آگے چل کر ابن معین کے حق میں کہتے ہیں۔

وما هو الا واحد من جماعة — اور ابن معین تو اس جماعت کے ایسے فرد
فلهم فيما حكاه شهود — ہیں کہ ان کا قول قوم کے لئے اسوہ و دلیل ہے

یحیٰی بن معین کے تلامذہ میں عباس بن محمد م ۲۷۱ اور ابو اسحاق ابراہیم الجنید الختلی م ۲۴۰ کی رجال پر کتابیں ہیں الاول الذکر کے متعلق تو حافظ ذہبی کا خیال ہے مجلد کبیر نافع ینبئ عن بصرہ بھذا الشان پھر اس فن پر مستقل تصانیف ہونے لگیں اور ارباب تصنیف کے موضوع کے خصوص وعموم کے لحاظ سے مختلف طریقے رہے کسی نے صرف ثقات یا ضعفاء یا مدلسین پر کتابیں لکھیں اور کسی نے ان تینوں صنفوں کو اپنی کتاب کا موضوع قرار دیا پھر بعض نے صرف کسی خاص کتاب کے رجال پر اور کسی نے عام رجال پر خامہ فرسائی کی اس سلسلہ میں چند کتابوں کے نام درج کرتا ہوں۔

وہ کتابیں جو جامع بین الثقات والضعفاء ہیں۔

طبقات ابن سعد البصری م ۲۳۰ اس میں صحابہ وتابعین اور ان کے بعد کے اسماء ہیں تمام تصانیف میں سب سے زیادہ اہم واعظم ہے علامہ سیوطی نے اس کا اختصار بھی کیا ہے تاریخ بخاری م ۲۵۱ یہ تین تاریخیں ہیں کبیر۔ صغیر۔ اوسط۔ کبیر کی ترتیب حروف معجم پر ہے اور ابتدا میں سب سے پہلے محمد کو لیا ہے اوسط سنین پر ہے تاریخ بخاری غیب بھی ہے جسے کہا جاتا ہے کہ وہ اوسط ہے مگر مجھے اس کے تسلیم میں تردد ہے مسلمہ بن قاسم کی تاریخ کبیر پر ذیل ہے علی بن المدینی م ۲۳۴ کی تاریخ مسلم کی رواۃ الاعتبار اور نسائی کی التمییز اسی قبیل سے ہے

لے تذکرہ

وہ کتابیں جن میں ضعفاء کا ذکر آتا ہے۔

کتاب الضعفاء للبخاری الضعفاء والمتروکین للنسائی ابو الفرج عبد الرحمن بن علی الجوزی م ۵۹۷ کی کتاب الضعفاء جو ضخیم ہے حافظ ذہبی نے اس پر ذیل لکھا ہے اور مختصر بھی کیا ہے حافظ مغلطائی م ۷۶۲ نے بھی جوزی کی کتاب الضعفاء پر ذیل لکھا ہے۔ عقیلی م ۳۲۲ کی کتاب الضعفاء الکبیر ہے جس کا شمار اصول اور امہات کتب میں ہے اس کتاب کو راقم الحروف نے دیکھا ہے۔ اس فن کی دوسری اہم کتاب الکامل لابن عدی م ۳۶۵ ہے علماء کا خیال ہے کہ وھو اکمل الکتب فی ذلک واجلھا وعلیہ اعتماد الائمۃ[1] لیکن اس کتاب میں ہر اس شخص کو داخل کر دیا ہے جس پر کلام کیا گیا ہے اگرچہ فی نفسہ ثقہ ہو اور ذہبی نے اسی کی اتباع میزان الاعتدال میں کی ہے مگر حافظ ذہبی نے صحابہ اور ائمہ متبوعین کو نہیں لیا ہے[2] ابن عدی کی الکامل پر ابن الرومیہ م ۶۳۷ نے ذیل لکھا ہے اور میزان الاعتدال پر علامہ عراقی نے ضخیم ذیل لکھا ہے دار قطنی سے ان کے شاگرد حمزۃ السہمی نے جب یہ کہا کہ ضعفاء پر تصنیف کیجئے تو دار قطنی نے کہا فیہ کفایۃ لا یزاد علیہ پھر نہ معلوم کیا اسباب پیش آئے کہ دار قطنی نے کتاب الضعفاء لکھی چونکہ ابن عدی کی کامل اور عقیلی کی کتاب الضعفاء الکبیر نظر سے گذر چکی تھی اس لئے ضرور اضافہ کیا ہوگا اور اپنے موضوع پر جامع ہوگی حافظ ذہبی کہتے ہیں قال الدارقطنی فی الضعفاء ہو (ای الباغندی م ۳۱۲) مدلس مخلط یسمع من بعض اصحابہ عن شیخہ ثم یسقطہ کرتہٗ وھو کثیر الخطاء[3] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مفصل و مبین ہے اس وقت جتنی رجال پر کتابیں موجود ہیں تقریباً ہر ہر راوی پر جرحاً و تعدیلاً ان شاء اللہ تعالیٰ دار قطنی کا کلام ضرور ملے گا۔

امام ابو حنیفہ اور دار قطنی لیکن ان کی شخصیت مسلم ہونے کے باوجود بہت سے مقامات میں ان کا قدم جادۂ حق سے ڈگمگا گیا ہے اور ایسی ایسی مسلم برگزیدہ ہستیوں کو اپنے ہدف جرح کا نشانہ بنایا ہے کہ حیرت ہوتی ہے اور یہی دل چاہتا ہے کہ کاش آنکھیں ایسا نہ دیکھتیں مدیہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ

---

[1] مفتاح السنۃ [2] شرح الفیہ [3] تذکرہ ۲۷۸

م۔ ۱۵۰ جیسی ثقہ اور مقدس ہستی تک پر جرح کر ڈالی ہے اور ان کو ضعیف کہہ دیا ہے العجب العجب

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ میں ‎ ‎ ‎ ‎ تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ میں

کتاب الضعفاء کا تو حال الگ رہا سنن میں اتنا زور لگایا ہے کہ معلوم ہوتا ہے پنجہ جھاڑ کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں ایک جگہ فرماتے ہیں

حدثنا علی بن عبد اللہ بن مبشر حدثنا محمد بن حرب الواسطی ثنا الاسحق الازرق عن ابی حنیفۃ عن موسی ابن ابی عائشہ عن عبد اللہ بن شداد عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ امام فقراۃ الامام لہ قراۃ ، لم یسندہ عن موسی بن ابی عائشہ غیر ابی حنیفہ والحسن بن عمارۃ وھما ضعیفان	(امام) ابو حنیفہ موسیٰ بن ابی عائشہ سے اور وہ عبد اللہ بن شداد سے وہ حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقتدی کے لئے امام کی قراۃ کافی ہے۔ اس حدیث کو موسیٰ بن ابی عائشہ سے سوا (امام) ابو حنیفہ اور حسن بن عمارہ کے کسی اور نے مسند نہیں کیا ہے اور وہ دونوں ضعیف ہیں

[دوس]ری جگہ لکھتے ہیں۔

حدثنا الحسن بن سعید بن الحسن بن یوسف المروروذی قال وجدت فی کتاب جدی ثنا [ا]بو یوسف القاضی نا ابو حنیفۃ	.... ابو حنیفہ خالد بن علقمہ سے وہ عبد خیر سے وہ علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے وضو اس طرح کیا کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو تین بار دھویا۔ پھر کلی تین بار کی اور ناک میں پانی

عن خالد بن علقمة عن عبد
خير عن علي رضي الله عنه انه
توضأ فغسل يديه ثلثا وتمضمض
واستنشق ثلثا وغسل وجهه
ثلثا وذراعيه ثلثا ومسح برأسه
ثلثا وغسل رجليه ثلثا ثم قال
من احب ان ينظر الى وضوء
رسول الله صلى الله عليه وسلم
كاملا فلينظر الى هذا، وقال
شعيب هكذا رأيت رسول الله
صلى الله عليه وسلم توضأ
هكذا رواه ابو حنيفة عن خالد
بن علقمة قال فيه ومسح رأسه
ثلثا وخالفه جماعة من الحفاظ
والثقات منهم زائدة ابن قدامة
وسفيان الثوري وشعبة وابو
عوانة وشريك وابو الاشهب
جعفر بن الحارث وهارون
بن سعد وجعفر بن محمد و
حجاج بن ارطاة وابان بن تغلب
وعلي بن صالح بن حي وحازم

تین بار ڈالا اس کے بعد اپنے چہرے اور دونوں
ہاتھوں کو تین تین بار دھویا پھر اپنے سر کا مسح
تین بار کیا۔ اور اپنے پاؤں کو تین بار دھویا۔ پھر
فرمایا کہ جو چاہتا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے وضو کامل کو دیکھے تو وہ ہمارے اس وضو
کو دیکھے اور شعیب نے کہا کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا
اسی طرح (امام) ابو حنیفہ نے خالد بن علقمہ
سے اس کو روایت کیا ہے جس میں کہا ہے کہ
ومسح رأسه ثلثا یعنی اپنے سر کا مسح تین بار
کیا، لیکن حفاظ و ثقات کی ایک جماعت نے (امام)
ابو حنیفہ کی اس روایت کی مخالفت کی ہے یعنی
حفاظ میں سے زائدہ بن قدامہ، ثوری، شعبہ، ابو عوانہ
شریک، جعفر بن الحارث، ہارون بن سعید جعفر
ابن محمد، حجاج بن ارطاۃ، ابان بن تغلب، علی بن
صالح، حازم بن ابراہیم، حسن بن صالح اور جعفر احمر
ہیں ان میں سے ہر ایک نے خالد بن علقمہ سے
روایت کرتے ہوئے ومسح رأسه مرة یعنی
اپنے سر کا مسح ایک بار کیا، کہا ہے الا یہ کہ حجاج
بن ارطاۃ نے عبد خیر راوی کی جگہ عمر کا نام لیا ہے
مگر اس میں ان کو وہم ہوا۔ حالانکہ بجز ابو حنیفہ کے

بن ابراہیم وحسن بن صالح وجعفر الاحمر وغیرہم عن خالد بن علقمۃ فقالوا فیہ ومسح راسہ مرۃ الا ان حجاجاً من بینہم جعل مکان عبد خیر عمرا اذا امر وہم فیہ ولا نعلم احدا منہم قال فی حدیثہ انہ مسح راسہ ثلثا غیر ابی حنیفہ ومع خلاف ابی حنیفہ فیما روی لسائر من روی ہذا الحدیث فقد خالف فی حکم المسح فیما روی عن علی رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان السنۃ فی الوضوء مسح الراس مرۃ واحدۃ

کوئی ایک بھی ایسا راوی نہیں ہے جنہوں نے اپنی حدیث میں مسح راسہ ثلثا کہا ہو مگر عجیب بات ہے کہ اگرچہ ابو حنیفہ نے تمام راویوں کے خلاف روایت کی ہے لیکن اس کے باوجود خود اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف مسح علی الراس بالمرۃ ہی کی نسبت کے قائل ہیں۔

خیر دار قطنی نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر جو کچھ جرح کی ہے اس کا جواب تو شرح ہدایہ للعینی بحث قرأۃ خلف الامام وغیرہ میں ملاحظہ کیجئے مگر یہاں ایک اصولی چیز پیش کی جاتی ہے گرچہ وہ طویل ہے مگر تمام وکمال نقل کرنے پر میں مجبور ہوں ع وللناس فیما یعشقون مذاہب

(باقی آئندہ)

ل سنن دار قطنی